بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرم ومحترم پروفیسر حمید احمد صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے امید ہے آپ، آپ کے خاندان کے دیگر افراد، تعلیم الاسلام کالج اولڈ بوائز ایسیو سیشن کے تمام ممبران اور ان کے عزیز و اقارب سب خیریت سے ہوں گے۔

اخبار الفضل میں پڑھا تھا کہ ۱۹ جون ۲۰۰۹ کو تعلیم الاسلام اولڈ بوائز ایسیو سیشن کے تحت ایک تقریب منعقد ہو رہی ہے جس میں مرحوم پروفیسر صاحبان کا ذکر خیر کیا جائے گا۔
اس تقریب کے لئے میں نے چند پروفیسر صاحبان کا ذکر خیر نہایت ہی اختصار کے ساتھ کیا ہے۔لیکن عنوان مرحوم نہیں رکھا۔ کیونکہ وہ لوگ آسمان احمدیت کے درخشندہ ستارے ہیں جن کی تعلیم و تربیت کی چمک دمک کے نیک اثرات ان کے طلباء میں ابھی تک زندہ ہے اور ان کی نسلوں میں بھی زندہ رہے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

تمام حاضرین تقریب کو خاکسار کا محبت بھرا سلام کہہ دیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی ایک نظم کی طرز پر ایک شعر درج ذیل کرتا ہوں۔

دیار مغرب کے رہنے والو　　دیار مشرق کے باسیوں کا
یہ پیار و الفت کا ہے تحفہ　　یہ چاہتوں کا سلام کہنا

آپ سب کی دعاؤں کا محتاج

خاکسار

پروفیسر ڈاکٹر سلطان محمود شاہد

ربوہ

تعلیم الاسلام کالج کے چند پروفیسر صاحبان کی یادیں

حضرت میاں ناصر احمد صاحب بطور پروفیسر اور پرنسپل

حضرت میاں ناصر احمد صاحب بطور پروفیسر اور پرنسپل دونوں حالتوں طلباء کے لئے مجسم شفقت اور مکمل راہنما اور سٹاف کے لئے گہرے دوست تھے۔
آپ جامعہ احمدیہ میں پرنسپل تھے اور جب مئی ۱۹۴۴ میں تعلیم الاسلام کالج جاری ہوا تو آپ اس کے پرنسپل مقرر ہوئے۔ ان دنوں میں لاہور میں تھا اور بی۔ ایس۔ سی پاس کر چکا تھا اور مسلم یونیورسٹی علیگڑھ میں ایم ایس سی میں داخل ہونے کے لئے جانا تھا۔ لاہور میں میرے ایک عزیز نے میٹرک پاس کیا تو اس کی خواہش تھی کہ وہ تعلیم الاسلام کالج میں داخل ہو کر تعلیم حاصل کرے۔ چنانچہ اس نے مجھ سے اس خواہش کا اظہار کیا تو اس کے والدین کی رضامندی سے میں اسے ساتھ لے کر تعلیم الاسلام کالج داخل کروانے کے لئے قادیان آیا۔ داخلہ کے لئے حضرت پرنسپل صاحب تمام پروفیسر صاحبان کے ساتھ انٹرویو کے لئے تشریف فرما تھے۔ میں اپنے عزیز کو لے کر حاضر ہوا اور درخواست کی کہ ان کی مالی حالت بہتر نہیں اس لئے حضور از راہ نوازش اس کی فیس معاف فرما دیں۔ چنانچہ میری اس درخواست پر حضور نے اس کی فیس معاف کر دی۔ تو یہ تھی ہمارے ساتھ پہلی شفقت کہ ایک طالب علم کے کہنے پر ہی حضور نے فیس معاف کر دی۔
پنجاب یونیورسٹی کے روئنگ چمپئن شپ کے مقابلے دریائے راوی پر منعقد ہوتے تھے۔ ان مقابلوں میں تعلیم الاسلام کالج کی روئنگ ٹیم خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ اول نمبر پر یعنی یونیورسٹی چمپئن رہی۔
ایک سال ایسا ہوا کہ اسلامیہ کالج لاہور کے روئنگ کے انچارج پروفیسر صاحب نے اعلان کروایا کہ ان کی ٹیم جیت گئی تو وہ اپنی ٹیم کو سو روپے انعام دیں گے۔ ہمارے حضرت میاں صاحب پرنسپل تعلیم الاسلام کالج بھی وہاں موجود تھے۔ انہوں نے بھی اعلان کروایا کہ گر اسلامیہ کالج لاہور کی ٹیم جیت گئی تو وہ بھی اپنی طرف سے ان کو سو روپے انعام دیں گے۔ اس اعلان سے دونوں ٹیموں میں ایک زبردست ہیجان پیدا ہو گیا اور حسب سابق تعلیم الاسلام کالج کی ٹیم جیت گئی مگر ہارنے والی اسلامیہ کالج کی ٹیم کے ممبران اور پروفیسر انچارج حضرت میاں صاحب کے پاس آئے اور ان کو جیتنے

کی مبارکباد دی اور ساتھ ہی اس اعلان اور ہمت افزائی کا بہت بہت شکریہ ادا کیا۔اور سراہا جو آپ نے اسلامیہ کالج کی ٹیم کو جیتنے پر سو روپے انعام دینے کا اعلان کیا تھا۔

سردیوں کے دن تھے۔کالج کے برآمدے میں کچھ لڑکے کھڑے تھے۔حضرت میاں صاحب وہاں سے گزرے تو آپ نے ایک لڑکے کو دیکھا کہ وہ کچھ سردی محسوس کر رہا ہے۔آپ اس کے پاس گئے۔اس کے بدن کی قمیض کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک پتلی سی قمیض ہے اور نیچے کوئی بنیان بھی نہیں۔ اس پر آپ کوٹھی واپس تشریف لے گئے اور بازوؤں والا ایک نیا سویٹر لا کر اس لڑکے کو دیا کہ ابھی پہن لو۔

ایک لڑکے نے کالج ہوسٹل میں ایک غلطی کی جس کی ءکالج سے اخراج یا بارہ بید سزا ہاتھوں پر تھی۔ لڑکے کے والدین نے اپنے لڑکے کے لئے بید کی سزا قبول کی۔چنانچہ کیمسٹری تھیٹر میں سب طلباء کو اکٹھا کیا۔سٹاف بھی موجود تھا۔لڑکے کو حضور نے سزا دینی شروع کی۔ابھی چھ بید ہی ہاتھوں پر مارے تھے کہ حضور سے برداشت نہ ہوسکا اور کمرہ چھوڑ کر دفتر چلے گئے۔اس پر لڑکے کے والدین نے جا کر حضور سے معافی مانگی اور انہوں نے باقی سزا معاف کر دی۔ گویا شفقت طلباء کر لئے اتنی تھی کہا یک فاش غلطی پر بھی سزا نہ دے سکے اور سزا معاف کر دی۔

پڑھانے کے بارے میں حضور کا طریقہ آکسفورڈ میں پڑھنے کی طرز کا تھا ۔ جو سبق پڑھانا ہوتا تھا اس کی گائڈ لائن اپنی کلاس کے طلباء کو بتاتے پھر اس کے مطابق سبق تیار کرواتے۔ان سے سنتے اور لکھاتے اور تصحیح کرتے۔اس کا نتیجہ یہ تھا کہ ان کی کلاس کا یونیورسٹی لا نتیجہ ہمیشہ ہی سو فیصد رہا۔

اپنے کالج کے سالانہ انٹر کالجییٹ مباحثات میں ایک دفعہ محترم پروفیسر صوفی غلام مصطفےٰ تبسم صاحب کو مہمان خصوصی کے طور پر دعوت دی گئی۔وہ تشریف لائے تو حضور بہت خوش ہوئے تھے۔ان کی بہت عزت وتکریم کی۔فرمانے لگے کہ محترم صوفی صاحب گورنمنٹ کالج میں میرے استاد تھے۔محترم صوفی صاحب بھی اس عزت افزائی پر بہت ہی خو تھے۔

کالج سٹاف کے ساتھ بھی حضور کا تعلق نہائت دوستانہ تھا۔کبھی بھی سٹاف ممبر سے ناراض نہ ہوئے۔

میرے لئے بہت بڑی عزت افزائی تھی کہ جب میں لندن یونیورسٹی سے کیمسٹری میں پی ایچ ڈی کی ڈگری لے کر ربوہ آیا تو حضور تمام سٹاف کو لے کر بنفس نفیس خاکسار کے استقبال کے لئے ربوہ ریلوے سٹیشن پر تشریف لائے اور خاکسار کع گلے ملے۔

حضرت میاں صاحب (پرنسپل صاحب) کی بڑی خواہش تھی کہ تعلیم الاسلام کالج میں زیادہ سے زیادہ مضامین میں ایم۔اے اور ایم۔ایس۔سی کی کلاسز جاری کر دیں ۔ چنانچہ ایم۔اے (عربی اور ایم۔ایس۔سی (فزکس) کی کلاسز تو شروع ہو گئیں مگر ایم۔ایس۔سی (کیمسٹری) ایم۔اے اور ایم۔ ایس۔سی (ریاضی) ۔یم۔اے (اکنامکس) اور ایم۔اے اردو جاری نہ ہو سکیں۔کیونکہ پھر گورنمنٹ نے تمام تعلیمی اداروں کو اپنی تحویل میں لے لیا۔

کالج میں نصابی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ حضور کی یہ بھی کوشش رہتی کہ کالج کے اساتذہ پاکستان میں مختلف کانفرنسوں میں بھی کالج کی نمائندگی کریں۔چنانچہ خاکسار (ڈاکٹر سلطان محمود شاہد) اور محترم ڈاکٹر نصیر احمد خان مرحوم پاکستان میں منعقد ہونے والی پاکستان ایسیسیئوشن فار دی ایڈوانس منٹ آف سائینس کی کانفرنسوں میں شمولیت کے لئے ڈھاکہ۔جام شورو۔بہاولپور۔فیصل آباد اور لاہور گئے۔

طلباء کو بھی پاکستان کے مختلف علاقوں میں قائم کردہ صنعتوں کی فیکٹریاں مثلاً داؤدخیل میں کھاد کی فیکٹری۔روہری اور ڈنڈوت میں سیمنٹ فیکٹریاں۔ کھیوڑہ میں واشنگ سوڈا اور نمک کی کان دکھائی گئیں۔اسی طرح طلباء کو تفریحی مقامات مثلاً درہ خیبر۔وارسک ڈیم۔سکھر بیراج۔کراچی بندرگاہ کی سیر کرائی گئی۔

پروفیسر چوہدری محمد علی صاحب اور آپ کے نائب پروفیسر حمید احمد صاحب کی زیر قیادت ہائیکنگ کلب کے طلباء نے چند بار کاغان اور سوات کے علاقہ کی سیر و تفریح کی۔

لکھنے اور بیان کرنے کو تو بہت کچھ ہے مگر یہاں میں نے حضرت میاں ناصر احمد صاحب کی بطور پرنسپل اور پروفیسر نصابی اور غیر نصابی سرگرمیوں اور اخلاق فاضلہ کی تربیت کی چند جھلکیاں پیش کی ہیں۔

پروفیسر اخوند محمد عبدالقادر صاحب مرحوم

آپ تعلیم الاسلام کالج میں انگریزی کے پروفیسر تھے اور اس شعبہ کے ہیڈ تھے۔۱۹۴۴ء میں تعلیم الا سلام کالج کے اجراء کے ساتھ ہی آپ کی تقرری بطور پروفیسر ہوگئی۔ انگریزی زبان پر آپکو بہت عبور تھا اور جب آپ انگریزی زبان میں تقریر کرتے یا کلاس میں پڑھاتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ ایک چشمہ سے

انگریزی الفاظ بہتے چلے آرہے ہیں۔
تعلیم الاسلام کالج کے میگزین المنار کا جب پہلا پرچہ شائع ہوا تو آپ نے جو اداریہ لکھا اس سے معلوم ہوتا تھا کہ انگریزی ادب کسے کہتے ہیں۔ انگریزی ادب کے خلاف وہ مذاق میں بھی کوئی بات پسند نہ کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ کالج کے میگزین المنار میں میں نے ایک مزاحیہ مضمون لکھا کہ جب انگریز لوگ پنجاب میں آئے تو ان میں کچھ زیادہ پڑھے لکھے لوگ ایک گاؤں سے گزر رہے تھے تو انہوں نے سنا کہ ایک عورت دوسری عورت کو آواز دے رہی ہے کہ اے۔بی سی تو دوسری عورت نے جواب دیا آئی ۔جے۔۔ یہ آوازیں سن کر ان انگریزوں نے انگریزی زبان بنالی۔ یہ پڑھ کر اخوند صاحب ہنستے ہنستے مجھے کہنے لگے ، شاہد صاحب آپ اب انگریزی زبان کے خلاف بھی لکھنے لگے ہیں۔
جب آپ کلاس میں پڑھاتے تو آپ کا طرز تدریس ایسا ہوتا کہ ہر طالب علم آپ ہی کی طرف متوجہ رہتا۔
نوٹ ۔محترم شاہ صاحب نے صوفی صاحب۔میاں عطاء الرحمان صاحب۔ پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب اور پروفیسر نصیر احمد خاں صاحب کے بارہ میں بھی مختصر نوٹ لکھے ہیں جو بعد میں پیش کر دئے جائیں گے۔